(۳) دہلی قتیلی قبر — دوکان ڈاکٹر غفار داد خان —

(۴) رانی کھیت کسریٹ — مقام سکونت مولف سلمہ اللہ —

مناظرہ مذہبی

پر

مناسب رائے

لائق توجہ گورنمنٹ و اراکین مذہب و ملت

جو درحقیقت بحث و مناظرہ تقریری و تحریری کے لئے ایک دستور العمل و قانون امن ہے
اور اس سے عموماً مباحثات تحریری و تقریری مختلف فرقہ ہاء اہل اسلام۔ ہنود۔ نصاری
وغیرہ مذاہب پر ہر منصف مزاج کو رائے لگانے کا موقع مل سکتا ہے کہ ان میں سے کونسا مباحثہ
مبنی بر انصاف و مثمر خیر ہے اور کونسا مجادلہ مبنی بر اعتساف و منجر بفساد و شر ہے

مناظرہ اصطلاح علماء فن میں اس بحث و گفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب و تحقیق حق کی نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق و باطل و صواب و خطا مختلف آراء کے تحقیق و تمیز کے لئے عمدہ ذریعہ ہے۔ یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتوں کے صواب و خطا کا انکشاف نہ ہوتا۔ مگر افسوس ایک مدت دراز سے مختلف فرقہ ہاء اہل اسلام وغیرہ اہل ملل و نحل سے وجود مناظرہ عنقا صفت ہو گیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سے عبارت ہے) یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض و منفعت کے شور و شغب کرنیکا نام ہے) اکثر لوگوں میں مروج و دستور العمل ہو رہا ہے ؎ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز + بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بو العجبیست۔ پھر اس مجادلہ یا مکابرہ میں بھی تہذیب و انصاف سے کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ بے تہذیبی و نا انصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے انکے مناظرے (جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہیں) دو قسم ہوتے ہیں۔

قسم اول مناظرات تقریری قسم دوم مناظرات تحریری -

قسم اول کا بعینہ وہی حال ہوتا ہے جو درندون (تعیین جنس ونام سے لحاظ آتا ہے)
کی لڑائی مین دکھائی دیتا ہے جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے
ایک دوسرے کو تیوڑی چڑہاکر تیز نگاہ سے دیکہتا ہے پہر تھوڑی تھوڑی گونجتی ہوئی
آواز نتہنون سے نکلتی ہے پہر تیوڑا ابہر آتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے
ہین - پہر جلتی سے آواز آنے لگتی ہے - پہر دو باچہین چڑجاتی ہین اور دانت باہر نکل آتے
ہین اور موہنہ سے جہاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتہہ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے
اسکی ٹانگ اسکے موہنہ مین اور اسکا ہاتہہ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پہاڑا اور اس نے
اسکو پچہاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دم دباکر بہاگا -

یہی حال ان بے انصاف و غیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے
پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکا دل دکھائے کہدیتا
ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اسکے ذمہ لگاتا ہے - پہر وہ جواب مین
کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو - وہ جواب دیتا ہے تم کافر ہو تم مسایل دین کو
کیا سمجہا تو - پہر دونون فریق کی نگاہین بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑہ جاتی ہین باچہین چڑہ
جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین موہنہ سے تہوک اوڑنے اور جہاگ نکلنے لگتی ہے سانس
چڑہ جاتا ہے چیخ وچلاہٹ شروع ہوجاتی ہے - آستینین چڑہاکر ہاتہہ پہیلا کر ایک دوسرے
پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑہی اسکے ہاتہہ مین اور اسکی گردن اسکی بغل مین - اسکا جوتا اسکے
سر پر اور اسکا مکہ اسکے موہنہ پر خوب سر پہٹول ہوتی ہے - آخر کمزور آدمی پٹ کر کپڑے
پہاڑتا سر کے بال سنوارتا ہوا گہر کی راہ لیتا ہے - اور اگر اس مجلس مین کوئی عقلمند ہوا
ہوا اور مارپیٹ کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے - پہر مارپیٹ کی کسر کچہری
عدالت مین نکالی جاتی ہے اس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کردی اس نے اسپر

ازالہ حیثیت عرفی کی عرضی دی۔ آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوتی ہے یا مچلکہ وضمانت دیکر خلاصی ہوتی ہے اور اگر کسی دوراندیش کے کہنے سُننے سے نالش ترک کی گئی تو اُسکی کسر تحریرات و اخبارات کے ذریعے نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز و فرار کا اشتہار دیکر یہہ فتوی لگاتا ہے کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑہے اور اسکے ساتھ کھانے پینے ملنے بیٹھنے کا برتاؤ و معاملہ کوئی نہ رکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جائیگا اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا۔ اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون و اشتہارون کے ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز و فرار و کفر و ارتداد کی تشہیر کرتا ہے اور اُسکی نسبت جو نکھنا ہو سو لکھتا ہے۔ الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا۔

اسکا سبب وہ اصل اصول یہی ہے کہ پہلے ہی سے ہر ایک فریق کو اپنے مخالف کا ذلیل کرنا منظور رہوتا ہے۔ اور جلسہ مناظرہ اسی غرض و تقریب سے منعقد کیا جاتا ہے۔ حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسرے کی غلطی بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پہر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے تہور پہلوانون سے کب ممکن ہے لہذا جتنے جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے۔

یہ باتین نرے فرضی و احتمالی نہین کہین بلکہ واقعی و یقینی بیان کی ہین جو اپنی آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین۔

لاہور۔ امرتسر۔ بٹالہ۔ وزیر آباد۔ مانگٹی والہ بھیرہ خوشاب۔ لودہیانہ۔ دہلی۔ کوٹلی اوہاران۔ پیلی بہیت۔ آرہ۔ وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات مین ان باتون کا وقوع ہوا۔ کہین مار پیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

حاشیہ: ... اسمقام ... دوسرے کا جب کو مضمون دیا ... اخیر ... [illegible]

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون و اشتہارون مین خاک اوڑہی۔ اور سب وشتم وطعن وتوہین سے تو کوئی مجلس خالی نہین گزری۔ میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تو مین بتفصیل حالات مناظرہ ہر ایک مقام کی اوسکی تسلی کرودنگا۔

ان مناظرات کا یہ حال دیکھکر مین نے لہا سال سے اُنکی مجالس عامہ مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی برطبق مثل مشہور (تو مان نمان مین تیر امہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی یمن وبرکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد ومجادلہ ہوتا ہے) وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس معدن شر وفساد کے روکنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق الخ وقل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع مین آہی جاوے تو جس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع ہونے پاوے۔ مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے اون شروط کی پابندی اونکو کچہہ نکرنے دے۔ وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین۔

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا سنہ ۷۶ء مین بمقام وزیرآباد۔ ومئی وجون سنہ ۷۷ء مین بمقام کاٹہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۶ مئی و ۲ جون سنہ ۷۷ء مین مندرج ہے) اور اکتوبر سنہ ۷۷ء مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۷۷ء مین مرقوم ہے) اور اپریل سنہ ۸۰ء مین بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین منقول ہے۔ آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض وبیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اون شروط کو غور کی نگاہ سے دیکہین پہر اونکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دیوین۔

وہ شروط یہہ ہین

الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور وفساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا۔

ب اس مجلس عام کی حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو ثقہ نہین شرارت کا خوف رکہتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے اس جلسہ مین شامل نہونے پاوین۔

ج فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت والزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پہر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

د کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل نہ دیوے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

ہ کوئی شخص مناظرین وحاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی وتوہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

و جو کچھہ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوے پہر تقریر مین اور تا اختتام کلام ایک فریق کے دوسرا شخص لب نہ ہلاوے۔

ز اثناء گفتگو مین مبحث مقصود سے خروج ہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کرلیا جاوے۔

ح مسائل جو مقرر کئے جاوین پیر قبل اختتام بحث اون مسائل کے نہ تغیر دوسری طرف نہ جاوین۔

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو روئداد طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوینگی۔ پہر جو منصف صاحب بحسب روئداد و تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرینگے۔

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو۔ اور یہہ بات بطور اقرارنامہ فریقین سے لکہوائی جاوے۔

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو سد و تین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا۔ اور بعض جگہہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد نہونے پایا۔ اگرچہ بعد اختتام مناظرہ خصوم نا انصاف نے بذریعہ تحریرات و اشتہارات اپنا آخری کام کرلیا۔ اسطے واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو بہکایا اور پہلی حالت سے ہٹایا اسی نظر سے مین ایسے مناظرات کے نہونے کو ہونے پر (اگرچہ بپابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون۔ اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان بپابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل و انجام کار بہتر سمجہتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے بیہری طلبی ہوتی ہے اعراض و انکار کر جاتا ہون۔

میرے بزعم خود دشمن و نادان دوست میرے اس اعراض و انکار کو گریز و فرار و پست ہمتی و بزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل و انجام کار بس

اعراض وانکار کو بڑی خوشی وافتخار سے اپنا شعار سمجہتا ہون - اور ایک بار
نہین ہزار بار کہتا ہون کہ مین ایسے مناظرون سے ہمیشہ کے لئے انکاری ہون -
میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پہیلاوین اور مجھے کبہی کسی مناظرہ مین نہ
بلاوین - ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات
ہون - یعنے دوستانہ بحث وگفتگو بغرض اظہار صواب وتحقیق ہو - فریقین اپنی
غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق ومحبت وانسانیت
سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بہی ایسے ہون جنمین باہم سابق کینہ وعداوت
وبداخلاقی ونفسانیت نپائی جاوے - بلکہ حسن خلقی ونیک نیتی سے اونکی شہرت
ہو - اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا ہی وہان مرکوز خاطر نہو - دوچار
دوست باہم ملکر بیٹہین اور نہایت متانت وشائستگی سے گفتگو کرین - جب ایک
دوسرے کے جواب وخلاف مین کچہہ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو
تعبیر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت ونفسانیت کی بو نہ آوے مثلاً یون کہے
کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا - آپ اس مدعا کو دوبارہ
ادا کرین - اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے نسمجہنے سے مجھے مانع ہوئے
ہین حل کردین - یا یون کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی ونیک نیتی پر
مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین
عذر ہے - اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کری - پہر جب دیکہے کہ مخاطب
ہماری بات نہین سمجہتا - یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجہہ مین نہین آتا تو اس گفتگو
کو دوسرے وقت پر موقوف ومعلق کردے اس پیرایہ وعذر سے کہ اس وقت
ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجہنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر
ملتوی کیا جاتا ہے - اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق ومدلل دوسری کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکھائے۔

قسم دوم (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انہین سر پھٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب و شتم و طعن و توہین و فتوون اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے۔ ان سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت و قباحت پر دلیل سے مجھے اس مقام مین بحث نہین میری بحث دو امر سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا میرا مقصود ہے۔

امر اوّل یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون و اکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور سبّ و توہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال و علم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے۔ اور مذاہب کے نقل و بیان سے تو مین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون۔ مذہب اسلام کے ہدایت و نصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے مت گالی دو انکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کروگے) تو یہہ از راہ تعدی خدا کو گالیان دینگے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)

اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرے گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ [illegible] نت کرے لوگون نے کہا یا رسول اللہ صلعم ماں باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے۔ فرمایا یہہ کیسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے وہ

عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبایر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ رواہ البخاری [illegible] فی صحیحہ۔

ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ "تو نے قرآن لوگوں سے سیکھا ہے"
نقل کرکے یہ فرمایا ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکے اس
قول کو سنکر اسکے بدلے میں انکے معبودوں کو برا کہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ
اسکے بدلے میں خدا کو برا کہنے لگ جاویں۔ اسمیں ہمارے عین مقصود اور ہمیشہ
کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث و مناظرہ میں خصم جہالت و نفسانیت اختیار
کرے تو اوسکے جواب میں تم جہالت اختیار نکرو بلکہ درگذر کرکے اعراض کر جاؤ۔ چنانچہ
دوسری آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن لغو باتیں کسی سے سنتے ہیں تو اس سے

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا
اعمالنا ولكم اعمالكم - قصص ع ۶
واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما
واذا مروا باللغو مروا كراما - فرقان ع ۶

منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے
ہمارے اعمال تمہارے لئے تمہارے۔ اور
فرمایا جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہیں
تو وہ سلام کہکر پیچھا چھڑاتے ہیں۔ اور فرمایا
جب وہ بیہودہ مجالس سے گزرتے ہیں تو اپنے بچکر نکل جاتے ہیں۔

یہ معنے آیت کے جو ہمارے خیال میں آئے ہیں بعینہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں
فرماتے ہیں چنانچہ کہا ہے۔ "اعلم ان هذا الكلام ايضا متعلق بقولهم للرسول
انما جمعت هذا القرآن من مدارسة الناس ومذاكرتهم فانه لا يبعد ان بعض المسلمين
اذا سمعوا ذلك الكلام من الكفار غضبوا وشتموا آلهتهم على سبيل المعارضة فنهى
الله تعالى عن هذا العمل لانك متى شتمت آلهتهم غضبوا فربما ذكروا الله تعالى
بما لا ينبغي من القول فلاجل الاحتراز عن هذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلك
المقال - وبالجملة فهو تنبيه على ان خصمك اذا شافهك بجهل وسفاهة لم يجز لك
ان تقدم على مشافهته بما يجري مجرى كلامه فان ذلك يوجب فتح باب المشاتمة
والسفاهة وذلك لا يليق بالعقلاء —

اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکو اعادہ وتکرار کی حاجت نہین ہے - اور تفسیر کبیر و معالم وغیرہ مین یہہ بھی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تبیر اس آیتہ کا نزول ہوا - اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت انکم و

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم قال المشرکون یا محمد لتنتهین عن سب آلهتنا او لنهجون ربك فنهاهم الله تعالی ان یسبوا اوثانهم - وقال قتادة کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنهاهم الله عز وجل عن ذلك لئلا یسبوا الله فانهم قوم جهلة ۰۰۰ فلما نزلت هذه الآیة قال رسول الله صلعم لاصحابه لا تسبوا ربکم فامسك المسلمون عن سب آلهتهم - وظاهر الآیة وان کان نهیا عن سب الاصنام

ما تعبدون من دون الله حصب جہنم نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے - پس خدا تعالے نے انکے معبودون کو برا کہنے سے منع کردیا - قتادہ (تابعی) نے کہا ہے مسلمان بتون کو برا کہتے تھے - تسپر خدا تعالے نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین اسلئے کہ وہ جاہل قوم تھے (اسکے بعد معالم مین وفات ابو طالب کا قصہ نقل کیا جس مین اسی قسم کا بیان ہے - پھر فرمایا) جب یہہ آیتہ ممانعت دشنام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیتہ مین اگرچہ لفظا بتون کے برا کہنے سے ممانعت ہے مگر درحقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اس لئے کہ بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے -

مجدد العصر شہیر العلم فی البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بھوپال لازال بالاقبال نے تفسیر فتح البیان مین فرمایا ہے کہ اس آیتہ کے معنے یہہ ہین والمعنی لا تسب یا محمد آلهة کفار کے معبودون کو برا نہ کہہ یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

هولا الكفار التي يدعونها من دون الله فيتسبب عن ذلك سبهم لله عدوانا وتجاوزا عن الحق وجهلا منهم وفي هذه الاية دليل على ان الداعي الى الحق والناهي عن الباطل اذا اخشى ان يتسبب عن ذلك ما هو اشد منه من انهاك حرم ومخالفة حق ووقوع في باطل اشد كان الترك اولى بل واجباً + + + وقد ذهب جمهور اهل العلم الى ان هذه الاية محكمة ثابتة غير منسوخة وهي اصل اصيل في سد الذرائع وقطع التطرق الى الشبه + + + وعن ابن عباس قال قالوا يا محمد صلعم لتنتهين عن سبك آلهتنا او لنهجون ربك فنهاهم الله ان يسبوا اوثانهم فيسبوا الله عدوا بغير علم وقد ثبت في الصحيح ان رسول الله صلعم قال ملعون من سب والديه قالوا يا رسول الله وكيف يسب الرجل والديه قال يسب ابا الرجل فيسب اباه ويسب امه فيسب امه

ہوگا اس آیت مین اس بات پر دلیل ہے کہ جو شخص لوگون کو حق کیطرف بلاوے اور باطل سے ہٹاوے جب اُسکو اس امر ونہی کے سبب اس سے بڑہکر ہتک حرمت و مخالفت حق و ارتکاب باطل کا خوف ہو تو اُسوقت امر ونہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب ہے ۔+++ جمہور اہل علم قائل ہین کہ یہ آیت محکم ہی منسوخ نہین ۔ اور یہہ فساد کی ذریعون کے روکنے اور شبہون کیطرف چلنی کو توڑنے کے لئے عمدہ قانون ہے ۔

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ (منکرون نے) کہا اے محمد تو ہماری معبودون کے برا کہنے سی باز آ نہین تو ہم تیری خدا کو برا کہینگے پس خدا نے انکے بتونکے برا کہنے سی منع کیا تا کہ وُہ خدا کو بُرا نہ کہین ۔ اور صحیح بخاری مین ثابت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ملعون ہے جو مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے کہا مان باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہے فرمایا یہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی مان کو ۔

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہے اس پر کوئی یہہ شبہہ کرسکتا ہے کہ بتونکو

فلقائل ان يقول ان شتم الاصنام
من اصول الطاعات فكيف يحسن
من الله تعالى ان ينهى عنها والجواب
ان هذا الشتم وان كان طاعة الا
انه اذا وقع على وجه يستلزم وجود
منكر عظيم وجب الاحتراز منه
والامر ههنا كذلك لان هذا الشتم
كان يستلزم اقدامهم على شتم الله
وشتم رسوله وعلى فتح باب
السفاهة وعلى تنفيرهم عن
قبول الدين وادخال الغيظ
والغضب في قلوبهم فلكونه
مستلزما لهذه المنكرات وقع
النهي عنه + + + قالوا وهذه
الاية تدل على ان الامر بالمعروف
قد يقبح اذا ادى الى ارتكاب منكر والنهي
عن المنكر يقبح اذا ادى الى زيادة منكر وغلبة
الظن قائمة مقام العلم في هذا الباب
وفيه تاديب لمن يدعو الى الدين لئلا
يتشاغل بما لا فائدة له في المطلوب لان

برا کہنا تو تابعداری کی جڑہ ہے پہر اسے
خداتعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہو سکتا
ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ برا کہنا اگرچہ
تابعداری کی بات ہے مگر جب تابعداری
ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے
بہت بڑی بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم
ہے اور یہان یہی امر موجود ہے انکی بتون کو
برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان
دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے
اور ان لوگونکو دین اسلام سے بہگانے اور انکے
دلون مین غیظ وغضب پیدا کرنیکا موجب
ہوتا ہے اسلئے خداتعالے نے اس سے
منع کیا + + +
اور فرمایا ہے کہ اسی آیۃ سے یہہ بہی معلوم
ہوتا ہے کہ اچہی بات کا لوگون کو حکم دینا
کبہی برا ہی ہو جاتا ہے جب وہ اور برائیون
کے ارتکاب کا موجب ہو اور بری بات
سے روکنا برا ہو جاتا ہے جب وہ زیادہ
برائی کرنیکا باعث ہو اور اس امر کے
تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائم مقام یقین

وصف الاوثان بانها جماد فلا تنفع ولا تضر يكفي في انقلاع حبها فلا حاجة الى شتمها

ہو سکتا ہے۔ اور اس آیتہ مین یہہ بہی ادب سکہایا ہے کہ واعظ یا منادی کرنے والے کو چاہئے کہ بیفائدہ بات مین مصروف نہو بتون کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ پتہر ہین اور نفع و نقصان پر قادر نہین کافی ہے تو پہر انکو گالیان دینے کی کیا حاجت۔

اِس آیت اور اِس حدیث سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اثناء مباحثہ و مناظرہ مین یا خارج از مباحثہ کسی کے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع مین وہ مبطل و گمراہ و برا کہنے کے لائق ہی کیون نہو) ایسی حالت مین برا کہنا کہ اسکے بدلہ مین خدا اور رسول کو برا کہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے اور وہ عین خدا اور رسول کو برا کہنا ہے۔ جو جلب لعنت و غضب الٰہی کا موجب ہے اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت مین کہین نہین دیکہا۔ اور کسی آیت یا حدیث مین نہین پایا کہ جس حالتمین کسی گمراہ یا معبود باطل کو برا کہنے سے خدا و رسول کو برا کہلانیکا خوف ہو تو اس حالت مین انکو برا کہنا جائز ہے یا یہہ امر کسی ہادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے۔

جو لوگ اِس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہین اور غیر مذہب کے اکابر کو برا کہنے اور اسکے بدلے اپنے اکابر کو برا کہلانے کو منجملہ طاعات عمری ایک بڑی طاعت جانتے ہین اور اس امر کو جہاد لسانی خیال کرتے ہین اپنے اس خیال پر بدلائل ذیل استدلال کرتے ہین۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافرون سے عین اثناء مباحثہ مین مخاطب ہو کر فرمایا۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودونکو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو۔

(۲) خدا تعالیٰ نے خود کفار کے معبودون کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا باعث نہ ہو۔

(۳) آنحضرت صلعم نے عین مقابلہ مین مشرکین کو برا کہلایا اور حسان بن ثابت نام شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد مین منبر رکھوا دیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہے۔

(۴) محدثین ہر عصر و طبقہ کے غیر ثقات لوگون کو برا کہتے چلے آئے ہین اور سخت الفاظ کذاب و دجال وغیرہ سے یاد کرتے رہے ہین۔ وقس علے ہذا۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ استدلالات انکے خیالات کی تائید سے قاصر ہین۔ بات جسمین ہماری انکی نزاع ہے یہہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت مین معبودون باطل یا اکابر انکو برا کہنے مین جانب مقابل سے خدا کو برا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالت مین انکو برا کہنا جائز ہے یا ناجائز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہین ہے کہ جنکے معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے برا کہا ہے انہون نے اسکے جواب مین خدا اور رسول کو برا کہا تھا یا اس برا کہنے کا اسوقت اندیشہ تھا۔ لہذا ان چارون دلیلو سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہین کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا نہین کہا گیا اور وہ برا کہنا اس اشد برائی کا سبب نہین ہوا۔

دلیل اول کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ مین خدا کو برا نہین کہا حضرت ابراہیم کی ذات سے اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت و وحی الہی سے یہہ امر جان لیا تھا اور خدا کو برا کہلانے سے مامون ہو کر ان الفاظ سے انکا مقابلہ کیا تھا۔

دلیل دوئم۔ کا موقع اور شان نزول خود شاہد ہے (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے) کہ انہون نے اسکے مقابلہ مین خدا کو برا نہ کہا

تہا بلکہ اسکے بدلہ میں برا کہنے کا ارادہ ظاہر کرکے آنحضرت کو صرف دہمکایا تہا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خدا کو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہے (لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جس نے برا کہنے والوں اور بدلہ لینے والوں کے مقابلہ میں اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا من وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کی نازل ہوئی اور کفار کے مقابلہ میں پڑہے جانے کیوقت خدا کو اپنی برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکی مقابلہ میں برا نہ کہینگے۔

دلیل سوم ۔ کتابی موقع خود ناطق ہے کہ حضرت حسان رض کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہیں ہوا بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی سبیل بجز ہجو بمقابلہ ہجو کوئی نہ دیکہی تو حسان کو ہجو اور مذمت کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ استشہاد کرتے ہیں اس بیان کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ایک حدیث میں صحیحین کی وارد ہے کہ حسان رض آنحضرت کیطرف سے مدافعت و جوابدہی کرتا تہا۔ ایک حدیث میں ہے آنحضرت نے حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (اے بارخدا) تو اسکے روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار میں جو حسان نے مشرکین کی ہجو میں پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود ہیں کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے میں اسکا جواب دیتا ہوں

عن عائشة انه اي حسان كان ينافح (وفي رواية يذب) عن رسول الله صلعم۔
قال النبي صلعم يا حسان اجب عن رسول الله (وفي رواية عني) اللهم ايده بروح القدس۔
وقال حسان هجوت محمدا فاجبت عنه + وعند الله في ذاك الجزاء
(صحیح بخاری صفحہ ۹۰۹ و صحیح مسلم صفحہ ۳۰۰ وغیرہ)

امام نووی نے شرح مسلم مین ان ہی الفاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے
علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکون کے برا کہنے مین ابتدا کرنا مناسب نہین کیونکہ اسمین
اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم

قال العلماء ينبغي ان لا يبدأ المشركون بالسب
والهجاء مخافة من سبهم الاسلام واهله
قال الله تعالى ولا تسبوا الذين يدعون من دون
الله فيسبوا الله عدوا بغير علم - وتنزيه
المسلمين عن الفحش الا ان تدعو الى ذالك
ضرورة لابتدائهم به فتكف اذاهم ونحوه
كما فعل النبي صلعم - شرح مسلم ص ٣٠١

ان کو گالی نہ دو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا
پکارتے ہین پہر وہ خدا کو برا کہینگے ۔ اور
مسلمانون کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم
ہے ۔ مگر اس حالتمین کہ اسکی طرف ضرورت
داعی ہو ۔ مشرکون نے ابتدا کی ہو اسکے رو کنے
کے لئے مسلمانونکیطرف سے ہی ہجو ہو جیسے
آنحضرت صلعم نے اس موقع پر کیا ۔

دلیل چہارم ۔ کے موقع کو ہی مین اسکے مخالف ہین یا تا محدثین نے جن لوگونکو
بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہے ان لوگون نے اسکے مقابلہ مین انکو یا انکے باپ دادا کو یا خدا
و رسول کو برا نہین کہا ۔ اور اگر کسی نے جرح کے مقابلہ مین تعصباً جرح کیا ہے تو اسکا پہلے
جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تہا ۔ جو لوگ اس فعل محدثین سے استدلال کرتے ہین انکا
استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہہ ثابت کرین کہ جنکو محدثین نے برا کہا
ہے انہون نے بجواب اسکے ان محدثین یا انکے باپ دادا کو برا کہا ہے ۔ اور اس برا کہنے
کا ان محدثین کو اولاً اندیشہ و علم ہو گیا تہا ۔ ایسا ہی پہلی تین استدلالونمین اس امر کا بیان
و اثبات ان پر واجب ہے ۔

بالجملہ جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکہا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہے انکے خیال کا
کہین ثبوت نہین پایا اور کسیکے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا و رسول کے برا کہنے کا سبب ہو)
جواز نہین دیکہا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہے اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین ہی اسکا ثبوت دیا ہے وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

امر دوم ان **مناظرات تحریری** مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہے) یہہ ہے کہ اکثر مین غالباً اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سرتا پا الزام و افحام مخاطب پایا جاتا ہے پھر اس الزام مین بھی شائستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہے اصل متنازع فیہ کو چھوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہے جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کسی نے کسی کو کہا کہ تمہاری ازار ٹخنے سے نیچی ہے اسلئے تمہاری نماز مکروہ ہوتی ہے اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ میان تمہارے باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تھے انمین گڑ کہان برابر تھا اور اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت ہی حق سے درگذر کر کے ناحق باتون مین الزام دیا جاتا ہے۔

ہمنے مانا کہ انکے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین اور مجادلہ مین اظہار حق و صواب مطلوب ہی نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اس الزام مین ہی انصاف سے درگذر کر جانا اور راستی و حق گوئی سے یک لخت علیحدہ ہونا تو کسی عاقل مین جائز نہین ہوجاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہے کہ الزام خصم کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جھوٹ کو سچ کر کہنا جائز ہے حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی امر مین الزام ہی دینا ہو تو اُسمین سررشتہ راستبازی اور حق گوئی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے مگر مشکل یہ ہے کہ غالباً یہ بات کوئی اپنے خصم کے الزام کے لئے کہتا ہے اپنے خیال و اعتقاد مین اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور اُسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہے گو واقع مین وہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون جو عام پسند اور عام فہم بیان کرنا ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگ حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن و سہل ہوا اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلان امر جس مین ہمنے اپنے خصم کو الزام دیا ہے حق نہین ہے۔

وہ قانون عام جسکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین یہہ ہے کہ مسائل ہر مذہب و ملت کی غالباً **تین قسم** ہوتے ہین۔ **قسم اول** وہ مسائل جو بانی مذہب سے صریح صاف طور پر سرزد ہوئے ہون اور شہرت و تواتر کے ساتھ بانی مذہب سے ثابت ہون۔ **قسم دویم** وہ مسائل صریح و صاف جو بنقل احاد یا شاذ و نادر لوگون سے بانی مذہب سے منقول ہون۔

قسم سویم وہ مسائل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئے ہون نہ بطور تواتر و شہرت اسے منقول ہون نہ بنقل احاد اس سے مروی ہون بلکہ وہ مسائل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کے اقوال یا افعال سے اپنے فہم و فکر و اجتہاد سے استنباط کر لئے ہون۔ اور اپنے اس خیال سے کہ یہ مسائل بانی مذہب کے مرضی و ارادہ کے مطابق ہین بانی مذہب کیطرف منسوب کر دئے ہون۔

ان اقسام سے قسم اول و دویم بے شک داخل مذہب ہین۔ اول یقیناً۔ دویم ظناً مگر قسم ثالث کو اصل مذہب یا بانی مذہب سمجھنا مسامحہ و مجازفہ و مغالطہ ہے۔ یہان ایک قسم اور ہے جو غیرون کے نزدیک مذہب مین داخل و شامل سمجھا جاتا ہے مگر اصل مذہب کے حامیون کے نزدیک وہ داخل مذہب نہین ہوتا۔ وہ مسائل موضوعہ مذہب و ملت کے ہین جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلا سند قول بانی مذہب گھڑ لیتے ہین اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہین۔ مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی و جعلی سمجھکر مذہب سے خارج کر دیتے ہین **ان اقسام** کے مذہب اسلام کے سوا اور مذہب مین موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام مین گنجائش نہین دیکھتے دین و مذہب **اسلام** مین انکے موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہین۔

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔ بر این فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبی احکام سہ قسم میباشند یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام ابی حنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ در ام و مختصر مزنی مسطور است و دیگر نوادر مذہب آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب او یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقیات و ہارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن۔

سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوات و التسلیمات مراتب ثلثہ واقع است۔ ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری است۔ و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و ہر مرتبہ حکمی نہد

ومنها ارای من مسائل ضلت في بواديها الافهام وزلت الاقدام وطغت الاقلام (؟) انى وجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوى الضخمة هو قول ابى حنيفة وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج وبين ما هو قول في الحقيقة ولا يحصل معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا ولا يميز بين قولهم قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب المسئلة على مذهب ابي حنيفة وعلى اصل ابي حنيفة كذا۔ ولا يصغى الى ما قاله المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن النجيم في مسئلة العشر في العشر ومسئلة اشتراط

اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ منجملہ ان مسائل کے جن میں لوگوں کی فہم بہک رہی ہیں اور پاؤں پھسل گئے ہیں اور قلم چل نکلے ہیں یہ ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو مسائل لمبی لمبی شرحوں اور موٹی موٹی فتاووں میں ہیں یہ سب امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہیں اور وہ لوگ اصلی اور مستنبط (قول سے نکالی ہوئی) قول میں فرق نہیں کرتے۔ اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلاں مسئلہ کرخی کی تخریج ہے۔ اور فلاں طحاوی کی تخریج ہے معنی نہیں سمجھتے۔ اور وہ اس قول میں کہ فلاں مسئلہ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور فلاں مسئلہ ابو حنیفہ کے مذہب یا اصول پر ہے تمیز نہیں کرتے اور نہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن نجیم) کی اس بات کو سنتے جو انہوں نے کہی ہیں کہ مسئلہ دہ در دہ

البعد من الماء ميلاً في التيمم وامثالهما ان ذالك من تخريجات الاصحاب وليس مذهباً في الحقيقة۔ (حجة الله ص ۱۶۵)

اور تیمم میں ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونے کی شرط اور اسکے نظائر لوگوں کے تخریجات نکالی ہوئی باتیں) ہیں

اور امام شعرانی نے میزان الکبریٰ میں فرمایا ہے یہ امر یعنی پیروان امام کے قول کو قول امام سمجھنا جو ہم نے ذکر کیا ہے اسمیں بہت لوگ گر پڑے ہیں

وهذا الامر الذي ذكرنا يقع فيه كثير من الناس فاذا وجدوا عن اصحاب امام مسئلة جعلوها مذهبا لذلك الامام۔ وهو تهور فان مذهب الامام حقيقة هو ما قاله ولم يرجع عنه الى ان مات لا ما فهمه اصحابه من كلامه فقد لا يرضى الامام بذلك الامر الذي فهموه من كلامه ولا يقول به لو عرض عليه۔ فمن علم ان من عزى الى الامام كل ما فهم من كلامه فهو جاهل بحقيقة المذاهب۔ (ميزان كبرى ص ...)

پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردوں یا تابعداروں کا پاتے ہیں تو اسکو امام کا مذہب قرار دیتے ہیں ولیکن یہ بے باکی ہے مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہے جو اسنے کہا ہوا اور اس سے تا دم مرگ رجوع نہ کیا ہو نہ وہ جو اسکے مصاحبوں نے اسکے کلام سے سمجھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کی طرف اس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجھا گیا ہو وہ حقیقت مذاہب سے جاہل ہے،

اور شیخ محمد حیات سندی نے رسالہ **الاتحاف علی سبب الاختلاف** میں فرمایا ہے مذہب

ومذهب كل مجتهد ما قاله ولم يرجع عنه +++ وليس كل ما استنبط من اقوال الامام يكون مذهبا بل تارة يوافق مذهبه وتارة يخالفه۔ ولا ينبغي ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة الى الائمة بانها اقوالهم او مذهبهم قطعا لانه

ہر امام کا وہی ہے جو اُسنے کہا ہوا اور اس سے رجوع نہ کیا ہو +++

اور جو باتیں اقوال امام سے نکالی جاویں وہ اسکا مذہب نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ کبھی موافق مذہب کے ہو گی کبھی مخالف اور یہ لائق نہیں ہے کہ جو اماموں کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہیں وہ یقیناً امام

يحتمل انها لو عرضت عليهم قبلوا اشياء
منها وردوا اشياء - وهذا كما لا ينسب
ما استنبط المجتهدون من اقوال النبي صلعم
الى اقواله ويحتمل كونها شريعته الذي
ظهر لهذا القاصر ان معظم المسائل المذكورة
في اصول الفقه ماخوذ من اقوال الائمة
وذلك اني نظرت مثلاً بعض اتباع
الائمة في مسائلهم فيجد كثيرا منها
راجعة الى اصل واحد فيجعل ذلك
الاصل قاعدة لها ولامثالها

(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکو مذہب قرار پاوین
احتمال ہے کہ اگر وہ قول امام کے سامنے پیش کئے جاتے
تو بعض کو امام قبول فرماتا اور بعض کو رد کر دیتا اسکی نظیر
یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کے اقوال سے نکالے
ہین وہ یقیناً آنحضرت کے اقوال نہین سمجھے جاتے بلکہ
وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہین نتیجہ یہہ ہے - واضح ہوا
ہے کہ اکثر مسائل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ائمہ کے
اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کے پیروان نے
اکثر مسائل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے
دیکھا تو اس قانون کو ان مسائل اور انکی نظایر کیلئے
اصول قرار دیا -

اس تفصیل و شہادت سے تین قسم اول کا وجود دین اسلام و مذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہے
رہا قسم چہارم جعلی و وضعی مسائل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے - ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر مذہب مین بہت
سی بناوٹی باتین چل رہی ہین جو لوگون نے ازخود بنالین ہین بانی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین
ان اقسام کا مختلف مذاہب مین وجود مفہوم ناظرین و سامعین کے خیال مین آیا ہے تو اب
اصل قانون الزام بیان کیا جاتا ہے سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات
مین الزام دینا چاہے تو قسم اول اور دوم کے مسائل مین الزام دے سکتا ہے - قسم اول مین یقیناً
قسم دوم مین بطور ظن - کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہے - اور قسم سوم کے مسائل سے اصل مذہب
پر الزام قایم نہین ہو سکتا ایسا ہی مسائل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور بھی ناممکن اور
مقتضی بے انصافی ہے - ہان ان دونون اقسامون سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو
ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہے - کوئی جاہل پیرو مذہب ہو یا خود ہی حضرت معترض -

اس قانون عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیت نہیں ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام میں اس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسرے کے مذہب پر کوئی الزام قایم کرنا چاہے تو وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور دنیا میں کوئی مذہب الزام سے بچ نہیں سکتا۔

مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات میں الزام قایم کرنا چاہے جو اسکے مذہب عیسوی و موسوی و ہندو میں داخل (قسم اول و دوم) ہی نہیں ہے بلکہ انکی کسی دشمن یا نادان دوست نے از خود بناکر انکی طرف منسوب کردی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم ہی ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزاروں وضعی حدیثوں اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسائل سے اہل اسلام پر الزام قایم کرے۔ ایسا ہی اسکے عکس کو خیال کرو اور اگر کوئی عامل بالحدیث کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات میں الزام دینا چاہے تو وہ مقلد اس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ ایسا ہی اسکے عکس کو سمجھ لو۔

یہاں سے ہمارے بھائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قایم کر رہے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر بایں الفاظ کہ فلاں مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلاں مردود۔ اور فلاں مسئلہ میں امام اعظم نے اس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلاں مسئلہ میں اس آیت کا مخالفت نصوص کا دعوی کرتے ہیں عبرت و نصیحت پکڑیں اور اپنے ان دعاوی و الزامات کو اس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اجتہاد کریں پس جس الزام کو اس قانون کے مطابق پاویں اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسائل پر دیکھیں اسمیں اپنے دعوی کو صحیح سمجھیں اور جس الزام کو اس قانون کے مخالف پاویں اور اسکی بنا مسائل قسم سوم و چہارم پر دیکھیں اس الزام سے باز آویں اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی ہر بات کو امام ابوحنیفہ کا قول سمجھکر ایسے دعوی کرنے چھوڑ دیں اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لیں کہ ان کتابوں میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب

ہین اور در حقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین۔

سیہی التماس برادرانہ ہماری دوسری بہائی حنیفہ کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسایل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمتہ وغیرہ اہل ظاہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بہی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگاؤ قانون کی پابندی اختیار کرین۔

اس قانون اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے زیادہ تر ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث و حنفیہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحت مد نظر ہے جو آجکل آپس مین خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاکت کے لئے ہتہیار و اوزار (رسالے تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہنود و عیسائیون) کو (جو ان ہتیارون سے ان دونون کا سر کاٹین) دے رہے ہین۔ انکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجہی دو امر مانع ہین ایک مضمون کا طول ہوجانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا۔ دوسرا یہہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفصیل و تخصیص تو ہین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہوجاتی ہے اور اس سے اب مین استعفا داخل کر چکا ہون اور یہہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکہہ رہا ہون لھذا اس مجمل اشارہ و نصیحت پر اکتفا کرکے اپنے دونون فریق کے بہائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اپنی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور چوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین۔ اور بنظر اتفاقی اصول و مسایل باہم اتفاق کرکے ان اصول و مسایل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے۔ اسکے **علاوہ** عموماً صاحبین و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بہی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

قانون کی رعایت کرین اور انکو توہین وتحقیر مخاطب و اکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا
ومطاعن ناروا سے (جنکی تشریح امر اوّل و دوم مین ہوئی) محفوظ رکھین تاکہ وہ اور اُنکے
مذاہب اور اکابر مذاہب طعن و توہین سے بچین اور مُلک مین امن قایم رہے۔

اخیر مین گورنمنٹ کی خدمت مین مودبانہ یہہ التماس ہے کہ گورنمنٹ از راہ منصب سیاست
وحمایت رعیت اس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہون یا
تحریری) ہر مذہب و ملت کے لوگون کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اس بات مین
ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اس قسم کے مناظرات جو منتج شر
وفساد و بے تہذیبی و ناانصافی پر مبنی ہین کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس مین
یا تحریرات و رسائل مین کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہے تو وُہ ان شروط کا جو اس مضمون
مین مذکور ہین یا اُنکے ہم وزن و ہم معنی و ہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔

ہماری اس التماس پر اگر کوئی یہہ نکتہ چینی کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند
مین دفعہ ۲۹۸ قایم کر رکھی ہے اس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اسباب
مین اور قانون یا رزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہین ہے تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اس دفعہ مین اجمال ہے اور یہہ تشریح نہین ہے کہ جو مناظرات متضمن شر و فساد
آجکل ہو رہے ہین یہہ اس دفعہ کے مورد ہین۔

ہم گورنمنٹ کو اس بات کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس اجمال کی تفصیل کر دے
اور لوگون کو یہہ جتا دے کہ اس قسم کے مناظرات اس دفعہ کے مورد ہین۔

اور اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنے مین مذہب مین دست اندازی
متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب و شان سے بعید ہے۔ تو اسکا جواب یہہ
ہے کہ اوّلاً تو اس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب و ملت مین داخل نہین مین
چنانچہ اس مضمون مین کسقدر اسکا ثبوت دیا گیا ہے پھر انمین دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہو سکتی ہے تاہم اگر بالفرض یہ دست اندازی مذہبی ہو تو جس حالت میں امر دست اندازی میں سیاست و انتظام و امن ملک مقصود ہے تو یہ دست اندازی منصب گورنمنٹ سے مخالف نہیں ہے ۔ بہت ایسے مذہبی امور ہیں جن میں گورنمنٹ سیاست و انتظام و پولیٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے ۔ پھر ان مناظرات بیجا میں جو امن و انتظام میں خلل انداز ہیں دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیوں بعید ہے ۔ دور کیوں جاؤ ان ہی مناظرات و مذہبی منازعات کو دیکھ لو ۔ گورنمنٹ انہیں بعید الوقوع [illegible] لیا سکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آئی ہیں پرائیویٹ اور پبلک دونوں صورتوں میں [illegible] ہے اور ان مشکلات کے دور کرنے میں انواع تکالیف اٹھائی ۔ چنانچہ ملتان کا واقعہ بلوہ ہنود و مسلمانان جو ابھی گذرا ہے اور جو اس میں صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات پیش آئی ہیں ناظرین اخبارات پر مخفی نہیں ہے ایسا ہی مراد آباد کے منازعات اہل اسلام و ہنود کو بہت عرصہ نہیں گذرا ۔ آرہ ضلع شاہ آباد میں جو موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا جس پر وہاں کے صاحب کمشنر نے طلبی فوج کی بیجنے کمپ دانا پور میں تار دیا جسکا ذکر ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۹ میں کیا ہے ۔ وہ بھی واقفین ملکی حالات پر مخفی نہیں ہے ۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنے آپکو اور ملک کو ان مشکلات سے بچاوے ۔ اور اگرچہ کو چوری کے وسائل بہم پہنچاتے ہوے ۔ اور دو شخصوں کو باہم لڑائی کا سامان کرتے ہوے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہو جانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت میں داخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات میں دخل دینے کا اختیار ہے ۔ ہم نے جو اپنے خیال میں ملک و مذہب و قوم کے حق میں بہتر سمجھا بنظر خیر خواہی عرض کر دیا آئندہ مصالح و مفاسد ملک و سلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہے ۔ امور ملکی و ملک خسروان دانند ۔

تسکین ۔ نمبر ۲ (جس میں اہل بحیرہ کا جواب بالخصوص خطاب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی رکھیں ۔ اور دعا کریں کہ مہتمم و کارندے پھر بیمار نہ ہو جاویں ۔